فہرست

مرتب:
مولانا محمد منصور احمدؒ

طبع: ۳/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ
2/اکتوبر 2022ء

اشاعت کی عام اجازت ہے

ناشر: ادارۃ المقصود

- مدرسہ بنات عائشہ رضی اللہ عنہا
نزد موٹروے چوک، اسلام آباد
- مکتبہ نزد مرکزی جامع مسجد، اٹک شہر
0344-5669889
- جامعہ عفراء، خورشید کالونی، کوٹری، سندھ
0311-5159495
- مدرسہ سیدنا اُبی ابن کعبؓ
محمدی مسجد، مسلم آباد، کراچی
0332-2431393
- مکتبہ قرآن محل، اقبال روڈ
کمیٹی چوک، راولپنڈی
0321-5123698

0321-20 39 293
0314-30 30 313
Email: i.maqsood313@yahoo.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد
کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی آل محمد
کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید
المقصود
المقصود
کتبہ الفقیر نفیس الحسینی اللاہوری غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ فی رمضان المبارک سنۃ ١٤١٣ھ

رسولِ اکرم ﷺ کے اسمائے مبارکہ
المقصود
محمد ﷺ
احمد
حامد
محمود
قاسم
عاقب
فاتح
شاهد
حاشر
رشيد
مشهود
بشير
نذير
داعٍ
شافٍ
هادٍ
مهدٍ
ماحٍ
منجٍ
ناهٍ
رسول
نبي
امي
تهامي
هاشمي
ابطحي
عزيز
حريص عليكم
رؤوف
رحيم
طه
مجتبى
طس
مرتضى
حم
مصطفى
يس
اولى
مزمل
ولي
مدثر
متين
مصدق
طيب
ناصر
منصور
مصباح
آمر
حجازي
قرشي
كامل
صادق
مضري
نبي التوبة
حافظ
امين
عبدالله
كليم الله
خاتم الانبياء
مقتصد
حبيب الله
نجي الله
صفي الله
مامون
حسيب
مجيب
شكور
مطيع
رسول الرحمة
قوي
حفي
ظاهر
معلوم
حق
مبين
كريم
رسول الراحة
اول
آخر
سراج
باطن
نبي الرحمة
يتيم
شهيد
حكيم
خاتم الرسل
سيد
منير
محرم
مكرم
مبشر
مذكر
مطهر
قريب
خليل
مدعو
جواد
عادل
طاهر
شهير
صلى الله عليه وسلم
صلى الله عليه وسلم

پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عمر مبارک کی ترتیب سے

المقصود

سیرت طیبہ ایک نظر میں

ولادتِ باسعادت: 9یا 12 ربیع الاول، عام الفیل/20 اپریل 571ء

عمر مبارک

4 سال — حلیمہ سعدیہؓ کے ہاں سے رضاعت کے بعد واپسی

6 — آپ ﷺ کی والدہ حضرت آمنہؓ کی وفات

8 — آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کی وفات

12 — پہلا سفر شام بغرضِ تجارت

25 — تجارتی سفر شام حضرت خدیجہؓ کیلیے

25 — حضرت خدیجہؓ بنت خویلد سے نکاح

28 — پہلے بیٹے حضرت قاسمؓ کی پیدائش

30 — پہلی بیٹی حضرت زینبؓ کی پیدائش

32 — حضرت عبداللہؓ کی پیدائش

33 — دوسری بیٹی حضرت رقیہؓ کی پیدائش

34 — تیسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کی پیدائش

35 — خانہ کعبہ میں حجر اسود نصب کرنے کا واقعہ

35 — چوتھی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی پیدائش

40 — پہلی وحی کا نزول (سنہ 1 نبوی)

40 — دعوت اسلام (مخفی) (سنہ 1 نبوی)

43 — دعوت اسلام (اعلانیہ) (سنہ 3 نبوی)

45 — حبشہ کی جانب مسلمانوں کی پہلی ہجرت (سنہ 5 نبوی)

47 — مظالم قریش اور شعب ابی طالب میں محصوری (سنہ 7 نبوی)

50 — حضرت خدیجہؓ کی وفات (سنہ 10 نبوی)

50 — آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات (سنہ 10 نبوی)

50 — حضرت سودہؓ سے نکاح (سنہ 10 نبوی)

50 — حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نکاح (سنہ 10 نبوی)

50 — دعوت اسلام کے لیے سفر طائف (سنہ 10 نبوی)

51 — واقعہ معراج (سنہ 11 نبوی)

51 — مدینہ منورہ میں اسلام کی ابتداء (سنہ 11 نبوی)

52
بیعت عقبہ اولیٰ
(سنہ 12 نبوی)
53
بیعت عقبہ ثانی
(سنہ 13 نبوی)
53
قریش کا رسول اللہ ﷺ کو جانی نقصان پہنچانے کا ارادہ
(سنہ 13 نبوی)
53
رسول اللہ ﷺ کی مدینہ ہجرت
(سنہ 13 نبوی)
53
غار ثور میں قیام
(سنہ 13 نبوی)
53
رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد
(سنہ 1 ہجری)
53
مسجد نبوی کی تعمیر
(سنہ 1 ہجری)
53
مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ
(سنہ 1 ہجری)
53
یہودِ مدینہ سے معاہدہ
(سنہ 1 ہجری)
54
غزوہ بدر
(سنہ 2 ہجری)
55
غزوہ احد
(سنہ 3 ہجری)
57
غزوہ خندق
(سنہ 5 ہجری)
58
صلح حدیبیہ
(سنہ 6 ہجری)
59
غزوہ خیبر
(سنہ 7 ہجری)
59
عمرۃ القضاء
(سنہ 7 ہجری)
60
غزوۂ موتہ
(سنہ 8 ہجری)
60
فتح مکہ
(سنہ 8 ہجری)
60
غزوہ حنین
(سنہ 8 ہجری)
60
غزوہ طائف
(سنہ 8 ہجری)
61
حضرت ماریہ قبطیہ سے حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش
(سنہ 8 ہجری)
61
غزوہ تبوک
(سنہ 9 ہجری)
61
حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امارت میں پہلا حج
(9 ہجری)
62
حجۃ الوداع
(سنہ 10 ہجری)
63
وصال النبی ﷺ
(12 ربیع الاول 11ھ/ 11 جون 632ء)
صلی اللہ علیہ وسلم
المقصود

1 ولادت باسعادت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اُسی سال ہوئی، جس سال ''ابرہہ'' نے اپنے لشکر کے ساتھ خانہ کعبہ پر چڑھائی کی اور پھر پرندوں کے کنکر برسانے سے وہ سب تباہ و برباد ہوئے۔ اس سال ۸، ۹ یا ۱۲ ربیع الاول، پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے جو عیسوی کیلنڈر کے لحاظ سے ۲۰/اپریل ۵۷۱ء کی تاریخ ہے۔ اس سال کو عرب کے لوگ ''عام الفیل'' کہتے تھے۔

2 نسب مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا سلسلہ نسب یہ ہے:

عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن

مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن عدنان۔

والدہ ماجدہ کا سلسلۂ نسب یوں ہے:

آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، کلاب پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا سلسلۂ نسب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم سے جا ملتا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو، اور کنانہ سے قریش کو، اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا جو حسب ونسب کے لحاظ سے ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی والد صاحب کا انتقال ہو گیا، میراث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک باندی اور پانچ اونٹوں کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔

ولادت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے دودھ پلایا، عرب کا دستور تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پینے کے لیے دیہاتی علاقوں میں بھجوادیا کرتے تھے تاکہ بچہ کی جسمانی اور فکری صلاحیتیں فطرت کے ماحول میں اچھی طرح مضبوط ہو جائیں۔ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہے ان کے گھرانے پر رحمتوں کی بارش ہوتی رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار سال سے کچھ اوپر ان کے ہاں رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر کے چھٹے سال میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آپ کو اپنے رشتے داروں کے ہاں مدینہ منورہ لے گئیں اور واپسی پر ''ابوا'' میں انتقال کر گئیں۔ پھر ''ام ایمن'' نے خیال رکھا اور دادا عبدالمطلب نے پرورش کی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے کہ ویسی محبت ان کی اپنی اولاد کے حصہ میں بھی نہ آئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی کفالت کو ابھی دو سال ہی گزرے تھے کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا

ابو طالب نے پرورش کی اور وہ بڑے معزز اور باوقار تھے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ بڑے کنبے والے تھے اور اس وجہ سے اپنے گھر کی خوراک و ضروریات مشکل سے پورا کیا کرتے تھے۔

4 تجارتی سفر اور پہلا نکاح

نویں سال میں اپنے چچا کے ساتھ شام کا پہلا سفر کیا' قافلہ کے آدمیوں کا ''بُصریٰ'' کے قریب ''بحیرہ'' نامی راہب سے ملنے کا اتفاق ہوگیا، اس نے انہیں سابقہ کتابوں کی روشنی میں یہ بات بتائی کہ اس زمانہ میں عرب سے ایک نبی کا ظہور ہوا چاہتا ہے اور میں ان کی نشانیاں اس بچے میں پاتا ہوں۔ بیس سال کی عمر تھی کہ ''فجار'' کی جنگ میں شریک ہوئے یہ ''قبیلہ قریش'' اور اس کے ساتھیوں اور ''قیس'' اور ان کے ساتھیوں کے درمیان مکہ اور طائف کے درمیان ''نخلہ'' کے مقام پر ہوئی تھی۔

پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ بنتِ خویلد رضی اللہ عنہا کی تجارت کے سلسلہ میں دوسری بار شام جانا ہوا۔ وہ لوگوں کو معاوضے پر

اپنے لیے تجارت پر بھیجا کرتی تھیں ۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت، سچائی اور دوسری عمدہ صفات جو بچپن ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر تھیں اور جن کی وجہ سے قوم نے آپ کو امین کا خطاب دیا، کا چرچا سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام کے لیے منتخب کیا اور اپنے غلام ''میسرہ'' کو بھی ساتھ بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خرید وفروخت میں بہت نفع ہوا۔ شام سے واپسی کے دو ماہ بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوگئی ۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے پسند کیا۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی ۔

پینتیس سال کی عمر تھی کہ بہت سخت سیلاب آیا، جس نے کعبہ کی دیواروں کو ہلا کر رکھ دیا اور اس سے پہلے آگ بھی لگ چکی تھی، قریش نے کعبہ کی تعمیر کا عزم کرلیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا اور کام بھی کیا۔ حجر اسود کو اپنی جگہ پر کون رکھے گا؟ اس پر قریش میں اختلاف ہو

گیا اور اس پر ایک دوسرے کو مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ اس بڑے جھگڑے کا رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا' اپنی چادر بچھا دی اور فرمایا کہ ہر قبیلہ اس چادر کا سرا پکڑ لے پھر اس میں حجرِ اسود رکھ دیا۔ انہیں اس کی جگہ تک اٹھا لے جانے کو کہا۔ جب وہاں پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اسے پکڑا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

6 محنت کی عادت

کوئی بھی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کام سے باز نہ رکھ سکی تھی، جب کام کے قابل ہوئے تو اپنے دودھ شریک بھائیوں کے ساتھ مل کر جنگل میں بھیڑ بکریاں چرایا کرتے تھے اور اسی طرح وہاں سے آجانے کے بعد بھی تھوڑی سی مزدوری پر بکریاں چرایا کرتے تھے، جب رزق کی کشادگی نصیب ہوئی تو اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے عبادت بھی کی اور حمد وشکر بھی کیا اور تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ وقت غارِ حرا میں عبادت ہی میں گزرتا تھا۔

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد، اپنا زیادہ وقت اپنی محبوب عبادت گاہ "غار حرا" کو دیتے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مالدار تھیں اور ان کا خرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی عبادت کے لیے فارغ تھے۔

7 عبادت کا شوق

زندگی کا زیادہ تر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کٹ کر عبادت اور ذکر الٰہی میں لگ گئے' پہلی بات جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھلی وہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے خواب دیکھتے تھے اور جو خواب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح سچا ثابت ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خلوت کے لیے "غارِ حرا" کو منتخب کیا' اس میں کبھی تو دس دس رات تک عبادت کیا کرتے اور کبھی زیادہ۔ اپنے ساتھ کھانا لے جاتے تھے جب وہ ختم ہو جاتا تو واپس تشریف لے آتے اور خدیجہ رضی اللہ عنہا پھر کھانا تیار کر دیتیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا جائے کہ آپ اپنی قوم اور سب انسانوں کو کیسے ہدایت کی طرف بلائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چپکے چپکے دعوت دینا شروع کی ۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے۔

جب اللہ کا یہ حکم:

”فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ“

”لہٰذا جس بات کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے اسے علی الاعلان لوگوں کو سنا دو، اور جو لوگ پھر بھی شرک کریں ان کی پرواہ مت کرو“

(الحجر۔۹۴)

اُترا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے طور پر اللہ کی طرف دعوت دینا شروع کر دی اور اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی طرف سے بہت ہی تکلیف و اذیت دی گئی، پتھر مارے گئے، گندگی اور غلاظت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ مبارک پر پھینکی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گلا گھونٹ کر مار دینے اور قتل کرنے کا عزم کیا گیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لیے بیت اللہ جاتے تو ان کفار کی طرف سے تکلیف شدت اختیار کر لیتی تھی۔

نبوت کے پانچویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی اذیت سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے کئی مسلمانوں کو ''حبشہ'' کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ یہ پہلی ہجرت ہے۔

نبوت کے ساتویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو طالب اور اپنے خاندان کے دوسرے لوگوں کے ساتھ ''شَعْبِ اَبِیْ طَالِبْ'' (ایک تنگ گھاٹی

کا نام ہے) میں داخل ہونے پر مجبور ہوئے ، البتہ اس میں ابولہب شریک نہیں ہوااور جب قریش کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھاٹی میں چلے جانے کا علم ہواتو مکمل بائیکاٹ کرلیا۔اور یہ بھی فیصلہ کرلیا کہ کبھی ان کی صلح قبول نہیں کی جائے گی ، ہر قسم کے لین دین سے سے انہیں روک دیا گیا اور معاشی بائیکاٹ کیا گیا،سوائے یہ کہ ''بنو ہاشم'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لیے ان کے حوالے کر دیں ۔اس بارے میں انہوں نے ایک تحریر لکھ لی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح تنگ کرنے کا پروگرام تھا اور اسے کعبہ کے درمیان لٹکا دیا۔

''شُعْبِ اَبی طالب'' میں چلے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔ یہ دوسری ہجرت ہے۔

نبوت کے دسویں سال قریش کے کچھ آدمی اس تحریر کو ختم کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی تین سال کے قریب شعب ابی طالب میں گزارنے کے بعد نکلے۔ یہ تین سال کا عرصہ سخت تکلیف اور بھوک کا زمانہ تھا،کوئی چیز ان تک نہ پہنچ سکتی تھی ،سوائے خفیہ طریقے کے یہاں تک کہ انہیں درختوں کے پتے بھی کھانے پڑے۔

10 کفار کی دشمنی میں اضافہ

دسویں سال میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔ ابو طالب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کوئی دو ماہ بعد فوت ہوئے، ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنوں کو دور رکھتے تھے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ رکھتا اسے روک دیتے تھے۔

ابو طالب کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے کا قریش کو ایسا موقعہ ملا جو پہلے کبھی نہیں ملا تھا۔ کفار کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے اور آپ کے خلاف دشمنی نے اور زور پکڑ لیا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو طائف کی طرف ہجرت کی، جہاں "بنو ثقیف" رہتے تھے تا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے مقابلہ میں آپ کی مدد کریں اور اللہ کے حکم کی تکمیل کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹائیں۔

لیکن ''بنوثقیف'' نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مخالفت کی اور آپ کے پیچھے پاگلوں اور غلاموں کو لگا دیا، انہوں نے آپ کو برا بھلا کہا اور آپ کو پتھر مارے یہاں تک کہ آپ کے مبارک جوتے خون سے بھر گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ واپس تشریف لے آئے اور ''مطعم بن عدی'' کی ہمسائیگی میں قیام پذیر ہو گئے۔

نبوت کے گیارہویں سال میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِسراء اور معراج کے شرف سے نوازا۔

''اِسراء'' راتوں رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے کو کہتے ہیں، اور ''معراج'' مسجد اقصیٰ سے ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کو کہتے ہیں۔

اس دوران مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ قریش مانتے نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے وقت دیگر قبائل عرب کو دعوت دینا شروع کردی۔ ان میں کوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات رد کردیتا اور کوئی ٹھیک جواب دے دیتا۔ ''یثرب'' کے ''اوس قبیلہ'' کے کچھ لوگوں کے پاس بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات کی تو پہلی مقدس کتابیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بیان کرتی تھیں اور ''یثرب'' کے لوگ وہاں کے یہودیوں سے اس بارے میں سنتے رہتے تھے تو اب انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر ان باتوں کی حقیقت معلوم ہوئی، ان میں سے چھ آدمی اسلام لے آئے جو آگے چل کر مدینہ میں اسلام کے پھیلنے کا سبب بنے۔ پھر جب انہوں نے اگلے سال ملنے کا وعدہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ گئے۔

دوسرے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہ آدمی ملے ، ان میں سے دس ''قبیلہ اوس'' میں سے اور دو ''قبیلہ خزرج'' کے تھے، یہ لوگ منیٰ میں ''عقبہ'' کے قریب ایمان لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند پر انہوں نے بیعت کی ،اور یہ ''عقبہ'' کی پہلی بیعت کہلاتی ہے۔

مدینہ میں اسلام پھیل گیا ، ایک سال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''اوس'' اور ''خزرج'' کے ستّر آدمی ملے اور منیٰ میں ہی ''عقبہ'' کے پاس رات کے وقت انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ، یہ ''عقبہ'' کی دوسری بیعت کہلاتی ہے۔

13

ہجرت کے حالات وواقعات

مدینہ منورہ میں اسلام کی اشاعت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا کہ ان پر تکلیفیں اور زیادہ ہوگئی تھیں ، وہ قریش کے خوف سے طریقے کے ساتھ نکلنے لگے کہ وہ کہیں ان کو روک نہ سکیں ، مکہ میں صرف چند مسلمان باقی رہ گئے۔

قریش کے سرداروں نے جب یہ محسوس کیا کہ مسلمانوں کی ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت کر جائیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی ٹھان لی، انہوں نے ہر قبیلہ کا ایک ایک جوان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی غرض سے جمع کیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل میں سب قبیلے شریک ہوں، اللہ نے اپنے نبی کو دشمنوں کی چال اور تدبیر سے باخبر کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیدیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سفر کا پروگرام بنا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے نکلنے کی رات وہی رات ہے جس میں مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور وہ مسلّح تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے۔ اللہ نے دشمنوں پر نیند کا غلبہ کر دیا، ان میں سے کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ اپنے چچا زاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑا تاکہ وہ لوگوں کو وہ امانتیں واپس کر دیں، جو اُن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملے۔ پھر دونوں جلدی سے چل نکلے یہاں تک کہ غارِ ثور جا پہنچے اور اس میں روپوش ہو گئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ترپن (۵۳) سال تھی۔ جب مشرکوں کو اپنی ناکامی کا علم ہوا تو انہیں بہت طیش آ گیا اور انہوں نے ہر طرف کھوجی بھیج دیئے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر آئے یا رہنمائی کرے تو اس کے لئے سو اونٹنیوں کا انعام ہے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کی بہت کوشش کی اور بعض تو غار تک بھی پہنچ گئے، لیکن اللہ نے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں اور وہ آپ کو نہ دیکھ سکے۔

غار میں تین دن روپوشی کے بعد دو سواریوں پر ایک رہنما کی مدد سے مدینہ کے ارادہ سے چل پڑے، اور پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو ''قباء'' پہنچے۔ ہجرت کی تاریخ یہی ہے لیکن ہجری سال کو ''محرّم'' کے مہینے سے شروع کیا گیا ہے۔ تیرہ سال تک مشرکین مکہ کی اذیتیں برداشت کرنے کے بعد اسلام کے ظہور کی نئی تاریخ یہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہجرت سے سابقہ انبیاء کی سنت بھی پوری ہوئی کہ جو نبی بھی کسی شہر میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے، انہیں اس جگہ سے ہجرت کرنا پڑی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے میں قیام "قباء" کے دوران وہ مسجد بنائی جس کی اللہ تعالیٰ نے یوں تعریف کی ہے "وہ ایسی مسجد ہے جس کی اوّل دن سے ہی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں مہاجرین اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم "قباء" سے چل پڑے اور جب مدینہ کے قریب پہنچے تو انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے بچے، عورتیں سبھی باہر نکل آئے اور بچیوں نے یہ ترانہ پڑھنا شروع کر دیا:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَادَعَالِلّٰهِ دَاعِ

اَيُّهَاالْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

"پہاڑی کے جس موڑ سے قافلے رخصت کیئے جاتے ہیں آج وہاں سے چودہویں کا چاند نکل آیا ہے۔ جب تک دنیا میں کوئی بھی اللہ کا نام لینے والا رہے گا، ہم پر شکر ادا کرنا واجب رہے گا۔ اے وہ ذات پاک جس کو ہمارے درمیان بھیجا گیا ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا حکم لے کر آئے ہیں

جس کو ماننا ہمارے لیے ضروری ہے‘‘۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے معنی آپ کے اپنے پیروکاروں کے ساتھ محفوظ مقام پر منتقل ہونے کے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے اسلامی حکومت وجود میں آئی، اس حکومت کی تاریخ، تاریخ ہجری سے ملی ہوئی ہے۔ مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں غلبہ اور حکومت کا پہلو بھی نمایاں ہوا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مسلمانوں کے سربراہ ہونے کے لحاظ سے ہوا، جنہوں نے مدینہ کو اپنا وطن بنالیا تھا۔

14
ہجرت کا پہلا سال

ہجرت کے پہلے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی بنائی، مسلمانوں کو ترغیب دلانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں خود بھی کام کیا اور اس میں اذان شروع ہوئی تاکہ جب نماز کا وقت ہو تو لوگ اکھٹے ہو جائیں۔

جب یہودیوں نے دیکھا کہ مدینہ میں اسلام کے قدم جم چکے ہیں تو ان کی دشمنی، بغض اور حسد میں اضافہ ہو گیا اور انہوں نے مسلمانوں کے

خلاف ایک محاذ قائم کرلیا، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کے مقابلے پر نہ آئیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی نہیں کریں گے، لیکن انہوں نے معاہدہ توڑ دیا اور مسلمانوں سے خیانت کی اور لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر ابھارا اور ان کے خلاف لڑائی کے موقع کو غنیمت سمجھا۔ یہودیوں کو ان جرائم کی سخت سزا ملی اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر موقع میں فتح عطا فرمائی۔

جب جہاد کی پہلی آیت اتری:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (الحج.۳۹)

”جن لوگوں سے جنگ کی جارہی ہے، انہیں اجازت دی جاتی ہے (کہ وہ اپنے دفاع میں لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے، اور یقین رکھو کہ اللہ ان کو فتح دلانے پر پوری طرح قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں صرف اتنی بات پر اپنے گھروں سے ناحق نکالا گیا ہے کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے“

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''صفر'' کے مہینے میں، مدینہ پہنچنے کے بارہویں ماہ جہاد کے لئے نکلے اور اس طرح عملاً جہاد کی ابتدا ہوئی۔

15

ہجرت کا دوسرا سال

ہجرت کے دوسرے سال ''بیت المقدس'' کی جگہ خانۂ کعبہ (مکہ مکرمہ) مسلمانوں کا قبلہ قرار پایا اور اسی سال شعبان کے مہینے میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اور اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے اور خالق کائنات نے روزوں کے بعد صدقۂ فطر کے واجب ہونے کا حکم صادر فرمایا۔

ہجرت کے دوسرے سال میں ہی اللہ نے مالداروں پر زکوٰۃ فرض کی، جو فقیروں محتاجوں، مسکینوں اور یتیموں کی مدد کا مکمل نظام ہے۔

اسی سال ''غزوۂ بدر کبریٰ'' بھی پیش آیا، وہ تاریخ کے فیصلہ کن معرکوں میں سے ہے۔ اس میں حق باطل پر غالب آیا اور مؤمنوں کی چھوٹی سی جماعت مشرکوں کی بہت بڑی جماعت پر غالب آئی۔

اسی سال نماز عید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں ادا کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ پر اکٹھا کر کے دو رکعت نماز پڑھاتے، پھر خطبہ دیتے جس میں نصیحت اور وعظ کرتے اور ایک کلمہ پر جمع ہونے پر ابھارتے اور الگ الگ گروہوں میں بٹنے سے ڈراتے، اور یہ نصیحت فرماتے کہ سب مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں اور عربی اور عجمی (غیر عربی) میں کوئی فرق نہیں۔

اسی سال حضرت علیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا ان کی عمر اکیس سال اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پندرہ سال تھی۔ انہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد چلی اور اسی سال حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما رخصت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئیں۔

16

ہجرت کا تیسرا سال

ہجرت کے تیسرے سال مسلمانوں اور قریش کے درمیان ''غزوۂ

اُحد‘‘ پیش آیا۔ اس میں مشرکوں کو اس وقت کسی قدر غلبہ حاصل ہوا جب مسلمان تیر اندازوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے برخلاف اپنی جگہ چھوڑ دی۔ ستّر (۷۰) مہاجر اور انصار نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔ اگر مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدم نہ رہتے تو مشرک مسلمانوں کو مٹا کر رکھ دیتے، اسی غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر زخم آیا، اور مبارک دانت بھی شہید ہوا۔

اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہوا۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ولادت بھی اسی سال ہوئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور یہ ان کی بہن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ہوئی، اسی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ’’ذُو النورین‘‘ یعنی دو نور والے کہا جاتا ہے۔ اسی سال اللہ نے شراب حرام کی، اسلام کے شروع میں یہ حرام نہ تھی پھر رفتہ رفتہ حرام ہوئی۔

ہجرت کے چوتھے سال ''غزوہ بنی نضیر'' پیش آیا۔ مسلمانوں نے یہودیوں کا محاصرہ کرلیا اور انہیں مدینہ منورہ سے نکل کر چلے جانے پر مجبور کر دیا۔

اسی سال جبرائیل علیہ السلام ''نمازِ خوف'' کا حکم لے کر آئے اور اسی سال تیمّم کی اجازت ملی ۔ اسی سال حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا۔

اسی سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہودیوں کی زبان سیکھنے کا حکم دیا تا کہ زید رضی اللہ عنہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خطوط لکھ سکیں اور وہ جو خط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھتے ہیں پڑھ سکیں۔

18 ہجرت کا پانچواں سال

ہجرت کے پانچویں سال ''غزوہ دومۃ الجندل'' پیش آیا اور اس کے ساتھ ہی ''غزوہ بنی مصطلق''، ''غزوہ خندق'' اور'' غزوہ بنی قریظہ'' پیش آئے۔ اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد تھیں) سے نکاح کیا، جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے طلاق دیدی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے نکاح کرنے کا حکم دیا تاکہ ''متبنّیٰ'' (لے پالک) کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دینے اور اس سے نکاح کو حرام سمجھنے کی بری عادت مٹ جائے، اس لئے کہ عرب ''متبنّیٰ'' کو حقیقی اولاد کی طرح سمجھتے تھے، وہ وراثت کا بھی حقدار ہوتا تھا۔

اس کے علاوہ بھی اللہ کے کئی حکم آئے، اسی سال حجاب (پردہ) کی وہ آیت اتری جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے خاص تھی اور

بعد میں پردے کا عمومی حکم بھی نازل ہو گیا۔

ان لوگوں کے لئے جو بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت رکھتے ہوں، حج کرنا بھی اسی سال فرض ہوا۔

چھٹے سال ''حدیبیہ'' کا واقعہ پیش آیا، جس میں ''بیعت رضوان'' ہوئی مسلمانوں نے قریش سے صلح کا معاہدہ کرلیا اور خود واپس مدینہ چلے گئے۔

اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں سے خط وکتابت کی، انہیں اسلام کی دعوت دی اور ان خطوط میں چاندی کی مہر ''محمد رسول اللہ'' لگائی، ان میں ایک خط تو روم کے بادشاہ ''قیصر'' کو، دوسرا ''بصری'' کے حاکم کو، اور تیسرا ''ہرقل'' کی طرف سے متعینہ حاکمِ دمشق ''حارث بن ابی شمر غسانی'' کو لکھا۔ قیصر کی طرف سے متعین حاکم مصر ''مقوقس''، حبشہ کے بادشاہ ''نجاشی''، بحرین کے بادشاہ ''منذر بن ساوی'' اور یمامہ کے بادشاہ ''ہوذہ بن علی'' کو بھی ایک ایک خط لکھا۔

20 ہجرت کا ساتواں سال

ساتویں سال ''غزوۂ خیبر'' پیش آیا، یہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان ہوا تھا، مسلمانوں نے ان پر فتح پائی اور شیرِ خدا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر خوب بہادری دکھائی۔ اسی سال عمرہ قضاء ادا کیا، مسلمان تین دن مکہ میں رہے جبکہ مشرکوں نے مکہ خالی کر دیا تھا۔

21 ہجرت کا آٹھواں سال

آٹھویں سال ''غزوۂ موتہ'' پیش آیا، جس میں زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

اسی سال مسلمانوں نے مکہ مکرمہ فتح کیا اور وہ لوگ جنہیں کمزور سمجھا جاتا تھا وہ اپنے آبائی شہر ''شہر امن'' میں واپس آگئے۔ اسی سال میں ''غزوہ حنین'' اور ''غزوۂ طائف'' پیش آئے۔

22 ہجرت کا نواں سال

نویں سال ''غزوۂ تبوک'' ہوا اور یہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی ظاہری طاقت رومی فوج کے مقابلے میں عظیم اسلامی فتح کا اعلان تھا، اس کی قیادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ۔ اسی سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں مسلمانوں نے حج کیا اور اسی میں ''بنو ثقیف'' کا وفد آکر مسلمان ہوا۔

23 ہجرت کا دسواں سال

دسویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کیا اور عرفہ میں ''خطبۂ وَداع'' دیا جس میں دین کی اہم باتیں ہیں، اسی دن اللہ کی طرف سے یہ آیت اُتری:

''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ''(المائدہ ۶.۵)

”آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا“۔

اسی سال ہر طرف سے عربوں کے وفد مدینہ آتے گئے اور اسلام قبول کرتے گئے۔

24 ہجرت کا گیارہواں سال

گیارہویں سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے) کی قیادت میں ایک ”سریہ“ تیار کیا، اس فوج میں بڑے بڑے بلند مرتبہ مہاجر وانصار اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں روانہ نہ ہوسکا، بلکہ خلیفۂ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں روانہ ہوا، وجہ یہ ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدید ہو گیا تھا۔

جب اتوار آیا تو درد اور تیز ہو گیا اور جب بارہ (۱۲) ربیع الاول پیر کا دن آیا، جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس سالہ ہجرت کے دور میں سال پورا ہونے کا دن تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو خیر آباد کہا اور اپنے رب سے جا ملے۔ دنیا کی زندگی کے بجائے ''رفیق اعلیٰ'' کی قربت کو اختیار کیا، اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی امانت ادا کرنے کا حق ادا کر دیا اور لوگوں کو سیدھی راہ دکھائی اور انہیں اللہ کی طرف بلایا، جس کی وجہ سے بڑی بڑی تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھائیں۔ وصال کے وقت عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) سال تھی۔

اللہ تعالیٰ کا بے شمار درود وسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے اور اس سے بڑھ کر دے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے دے گا۔

25
بے مثال حسن و جمال

آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے تھے اور دیکھنے میں اونچے معلوم

ہوتے تھے، انتہائی خوبصورت چودھویں کے چاند کی طرح گول چہرہ' رنگ سفید سرخی لیے ہوئے، بالکل سیاہ آنکھیں' لمبی پلکیں' گھٹنوں، کہنیوں، کندھوں کی ہڈیاں مضبوط اور موٹی، چھاتی پر بالوں کی باریک لکیر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ اور قدم گوشت سے پُر اور بھاری، بال نہ زیادہ گھنگریالے اور نہ بالکل سیدھے، پوری طاقت اور جماؤ کے ساتھ چلتے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ اونچی جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں، جب مڑنا ہوتا تو پوری طرح مڑتے۔

سر بڑا، پیشانی کشادہ، آنکھوں کی سفیدی میں سرخی کی آمیزش، ابروؤں کے بال گھنے اور ان میں فاصلہ (بعض لوگوں کی ابروؤں کے بال بالکل ملے ہوتے ہیں، ویسے بال نہ تھے) بغیر سرمہ کے سرگیں آنکھیں' رخسار نرم' ناک کی ہڈی لمبی اور منحنی' دہانہ چوڑا، دانت سفید اور ان میں ذرا ذرا فاصلہ، گردن لمبی، سینہ کشادہ اور عریض کندھوں کے درمیان فاصلہ، سینہ اور پیٹ یکساں' سینہ کے نیچے بال نہیں تھے' بازوؤں' کندھوں اور سینہ کے اوپر والے حصہ میں بال تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ کے بہت کھلے تھے، جب خوش ہوتے تو رخِ انور بجلی کی طرح چمک اٹھتا اور جب غصہ میں ہوتے تو غصہ چہرہ مبارک سے

عیاں ہوتا، سر اور داڑھی کے بال گھنے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بالوں کی لمبائی کان کی لَو تک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس عموماً سفید ہوتا اور کبھی ہلکا زرد اور ہلکا سرخ بھی' وصال کے وقت سر اور داڑھی کے بالوں میں سے بیس بال بھی سفید نہ تھے، کبھی خضاب نہیں لگایا۔ جسم مبارک خوشبو سے معطر، انتہائی صفائی پسند جسم میں بھی اور کپڑوں میں بھی۔ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا اور جو گھل مل جاتا گرویدہ ہو جاتا۔ یہ ایسی کامل اور مثالی ذاتی صفات ہیں جو کہیں اور دکھائی نہیں دیتیں۔

(شمائل ترمذی، روایتِ سیدنا علیؓ، روایت ہندؓ بن ابی ہالہ، روایت ابو طفیلؓ)

26

اچھے اخلاق کی چند جھلکیاں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''میں نے سفر و حضر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، بخدا مجھے کسی کام پر یہ نہیں فرمایا کہ تم نے کیوں کیا اور جو میں نہ کر سکا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کیا؟''

(صحیح بخاری، روایتِ انسؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن مجید کے مطابق تھے، اللہ کی رضا پر راضی اور اللہ کی ناراضگی پر ناراض ہوتے، جب دو کاموں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا جاتا تو آسان کو اختیار کرتے بشرطیکہ وہ ناجائز نہ ہو، اگر وہ گناہ کا کام ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور ہوتے، کسی سے کبھی انتقام نہیں لیا سوائے یہ کہ اللہ کے دین کی عزت کا معاملہ سامنے ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا، نہ عورت کو نہ خادم کو، سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے، کہ اس میں مارا ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال خدمت کی، کبھی ان سے اُف تک نہ کہا، اخلاق کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ اچھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی فضول بات نہ کرتے، نہ بازار میں اونچی آواز سے بات کرتے، برائی کا بدلہ کبھی برائی سے نہ دیتے، بلکہ درگزر اور معافی سے کام لیتے، گالی دیتے نہ کسی پر لعنت بھیجتے اور نہ فضول بات کرتے، غصہ کے وقت اتنا فرمادیتے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

بہت زیادہ خاموش رہتے، بہت ہی کم ہنستے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شعر پڑھتے اور دیگر اپنی باتیں کرتے، وہ ہنستے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکراتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی دنیا کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ اس کا ذکر کرتے اور جب وہ کھانے کی بات کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی دلچسپی کی بات کرتے۔ اپنے گھر اور ساتھیوں میں جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حاضر ہوں۔

(خلاصہ روایاتِ شمائل ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے متعلق یہ آیت اتاری:

"وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (ن. ۴)

"بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند اخلاق پر ہیں"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کرتے اور ان کے ساتھ نرمی اور بھلائی کا برتاؤ کرتے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ارشاد ہے: "تم میں اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے اچھا ہوں"۔

(جامع ترمذی، روایت عائشہؓ)

جب اپنے ساتھیوں میں سے کسی سے ملتے تو اس کے ساتھ کھڑے ہو جاتے اور جب تک وہ چلا نہ جاتا آپ ﷺ نہ مڑتے، آپ ﷺ لوگوں کو سلام کہتے اور جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو بھی سلام کہتے۔

27 آپ ﷺ کا حلم ودرگزر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ عربی قبائل میں سے "قبیلہ دوس" نے سرکشی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رخ ہوئے اور ہاتھ اٹھا دیئے لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ تو ہلاک ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! دوس کو ہدایت دے اور انہیں میرے پاس لے آ"۔

(صحیح بخاری، روایتِ ابوہریرہؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے سردار عبداللہ بن اُبی کو معاف کردیا، جب وہ فوت ہوا تو اس کا جنازہ پڑھا اور اس کی قبر تک ساتھ گئے۔

(صحیح بخاری، روایتِ ابنِ عمرؓ)

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم گہرے حاشیے والی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے جا رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے چادر سے پکڑ کر سخت دبایا کہ چادر کے کونے کی سخت رگڑ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کی جِلد متاثر ہوئی، پھر اس نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کے مال میں سے جو آپ کے پاس ہے اس میں سے میرے لئے حکم دیجئے، آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے، مسکرائے اور اسے کچھ مال دینے کے لئے حکم دیا۔

(صحیح بخاری، روایت انسؓ)

غزوہ حنین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لئے زیادہ ترجیح دی، ایک شخص نے کہا:

"یہ تقسیم انصاف اور اللہ کی رضا کے مطابق نہیں ہے"۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو فرمایا:

"اگر اللہ اور اس کا رسول انصاف نہیں کرے گا تو پھر کون کرے گا؟ اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے، انہیں اس سے زیادہ ستایا گیا مگر انہوں نے صبر کیا"۔

(صحیح بخاری، روایت عبداللہؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ مشرکوں کے لئے بد دعا کریں! فرمایا ”مجھے اس لئے نہیں بھیجا گیا کہ میں لوگوں کو اللہ کی رحمت سے دور کر دوں، بلکہ میں تو مجسم رحمت ہوں“۔

(صحیح مسلم، روایت ابو ہریرہؓ)

جب مکہ فتح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی، پھر کعبہ کے دروازے کے کواڑ کو پکڑ کر مشرکین سے پوچھا ”تم میرے بارے میں کیا گمان کرتے ہو؟“ انہوں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیارے بھائی اور مہربان بھتیجے ہیں“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے کہا تھا ”کوئی بات نہیں! اللہ تمہیں معاف کرے اور اللہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے“ تو مکہ کے لوگ بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

(سنن کبریٰ بیہقی، ۱۸۷۳۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ”تم میں سے کوئی شخص میرے ساتھیوں کے بارے میں مجھے ہرگز کوئی بات نہ پہنچائے، میں یہ پسند کرتا

ہوں کہ صاف دل کے ساتھ تمہارے پاس سے رخصت ہوں"۔

(سنن ابی داؤد، روایتِ عبداللہ بن مسعودؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میرے مقام کو اتنا نہ بڑھانا جیسے عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے مقام کو بڑھا دیا۔ میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں، پس تم یہی کہو اللہ کے بندے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

(صحیح بخاری، روایتِ سیدنا عمرؓ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لاتے تو کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ گھر والوں کے ساتھ مل کر کام کیا کرتے، جب نماز کا وقت آتا تو نماز پڑھنے چلے جاتے۔

(صحیح بخاری، روایتِ عائشہؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند نہیں کیا کرتے تھے کہ کوئی آپ کو آپ کے مقام سے بڑھا کر بیان کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر لحاظ سے

مکمل انسان تھے، اپنے کپڑے خود صاف کر لیتے، بکری کا دودھ دوہ لیتے، اپنا کام بذاتِ خود کرتے اور گھر میں گھر کے دوسرے افراد کی طرح کام کرتے، اپنے جوتوں کی مرمت کر لیتے اور اپنے کپڑوں کو پیوند لگا لیتے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر مٹی اٹھا کر لے جاتے تھے اور آپ ﷺ کا پیٹ مٹی سے اٹا پڑا تھا۔ بیماروں کی بیمار پرسی کرتے، جنازے میں شرکت کرتے، غلام کی دعوت قبول کر لیتے۔ فرماتے تھے" اگر مجھے (حلال جانور کے) پایہ کی بھی دعوت دی جائے تو قبول کرلوں' اور اگر مجھے ایسی معمولی چیز ہدیہ میں دی جائے تو بھی ضرور قبول کرلوں"۔

(صحیح بخاری، روایت ابو ہریرہؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے صحابہ کو بے پناہ محبت تھی' لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو اس وجہ سے کھڑے نہ ہوتے کہ آپ کو یہ بات پسند نہ تھی۔

(جامع ترمذی، روایت انسؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دروازہ کھلا رکھتے اور پردہ نہ ڈالتے تاکہ ملنے والوں کو تکلیف نہ ہو بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس انداز سے رہتے کہ

جو آپ سے ملنا چاہتا وہ بآسانی مل سکتا تھا۔

زمین پر بیٹھتے اور زمین پر ہی کھانا کھاتے، چھوٹا موٹا لباس پہنتے، معمولی جانور پر بھی سواری کر لیتے اور دوسروں کو اپنے ساتھ سوار بھی کر لیا کرتے۔ اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھ جاتے، کوئی اجنبی آتا تو بغیر پوچھے پہچان نہ سکتا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے رسول! میری جان آپ پر قربان! تکیہ لگا کر کھائیں کہ اس میں آرام ہوگا' فرمایا" بلکہ میں تو غلام کی طرح کھانا چاہتا ہوں اور اس کی طرح بیٹھنا چاہتا ہوں"۔

(شرح السنۃ البغوی، ٦٩٩)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا ذکر بہت زیادہ کرتے، فضول باتوں سے پرہیز کرتے، نماز کو طویل اور خطبہ کو مختصر کرتے، کسی بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلنے اور اس کی ضرورت کے پورا کرنے میں اپنی بڑائی محسوس نہ کرتے۔ کسی سے مصافحہ کرتے یا کوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا تو اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک کہ وہ اپنا ہاتھ پیچھے نہ ہٹاتا اور اگر کسی سے سامنا ہوتا تو اس وقت تک اپنا رخ نہ پھیرتے جب تک کہ وہ چلا نہ جاتا،

اپنے کسی ساتھی کی طرف کبھی اپنی ٹانگ پھیلا کر نہ بیٹھتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور لمبی نماز پڑھنا چاہتا ہوں جوں ہی کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس خیال سے کہ کہیں بچے کی ماں کو کوئی تکلیف نہ ہو، اپنی نماز کو مختصر کر لیتا ہوں“۔

(صحیح بخاری، روایت ابوقتادہؓ)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بات، جو قرآن مجید نے نقل کی ہے، پڑھی:

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ ۚ وَمَنۡ عَصَانِىۡ فَاِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ

”میرے پروردگار! ان بتوں نے لوگوں کی بڑی تعداد کو گمراہ کیا ہے۔ لہٰذا جو کوئی میری راہ پر چلے، وہ تو میرا ہے اور جو میرا کہنا نہ مانے تو (اس کا

معاملہ آپ پر چھوڑتا ہوں) آپ بہت بخشنے والے بڑے مہربان ہیں"۔

(سورۂ ابراہیم۔۳۶)

اور عیسیٰ علیہ السلام کا قول جو قرآن مجید نے نقل کیا ہے:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

"اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ بندے ہیں تیرے، اور اگر تو ان کو معاف کرے تو تُو ہی ہے زبردست، حکمت والا"

(المائدہ، ۱۱۸)

پڑھا تو اپنے ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کیا:

"اے اللہ! میری امت! میری امت" اور رو پڑے۔

(صحیح مسلم، روایت عبداللہ بن عمروؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی نرم دل اور مہربان تھے، کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں بیس دن تک رہے، آپ کو اندازہ ہو گیا کہ انہیں گھر والے یاد آرہے ہیں تو ان سے ان کے گھر والوں کے بارے میں پوچھا، جب انہوں نے حال بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے گھر

والوں کے پاس چلے جاؤ اور انہیں میں رہو“۔

(صحیح بخاری، روایت مالک بن الحویرثؓ)

اپنے ساتھیوں میں سے جب کوئی تین دن تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر نہ آتا تو اس کے بارے میں پوچھتے، اگر وہ باہر گیا ہوتا تو اس کے لیے دعا کرتے اور اگر موجود ہوتا تو ملتے اور اگر بیمار ہوتا تو اس کی بیمار پرسی کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی مانگنے والے کے جواب میں ”نہیں“ کا لفظ ارشاد نہیں فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور آپ کی یہ سخاوت رمضان میں اور بھی بڑھ جاتی تھی، جب جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے اور وہ آپ سے ہر رات ملتے اور قرآن مجید کا دور کیا کرتے، تب آپ کی سخاوت ہوا سے بھی بڑھ کر ہوتی تھی۔

(صحیح بخاری، روایتِ ابن عباسؓ)

اسلام کے احکام کے اندر رہتے ہوئے جو چیز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگی گئی، آپ نے عطا فرما دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور صدقہ کی بکریوں میں سے جو دو پہاڑوں کے درمیان تھیں مانگ لیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمانے کا حکم دیا، جب وہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو اس نے کہا ''اے قوم! اسلام قبول کرلو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عطا کرتے ہیں کہ پھر فاقہ کا ڈر نہیں رہتا''

(صحیح مسلم، روایت انس ؓ)

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ ''حنین'' سے واپس آرہے تھے تو دیہاتیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا اور کچھ مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ کو جھاؤ کے ایک درخت کی طرف جانے پر مجبور کر دیا اور اس دوران میں آپ کی چادر اُچک لی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری چادر دے دو! کیا تمہیں بخل کا ڈر ہے؟ اگر میرے پاس کیکر کے ان خاردار درختوں کے برابر بھی سونا ہوتا تو ضرور اسے بھی تم میں تقسیم

کر دیتا، پھر تم مجھے بخیل پاتے، نہ جھوٹا اور نہ بزدل“۔

(صحیح بخاری، روایت جبیر بن مطعمؓ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ شجاع اور سب سے زیادہ سخی تھے۔

ایک دن مدینہ منورہ میں ایک پُراسرار آواز کی وجہ سے گھبراہٹ پھیل گئی تو لوگ اس آواز کی سمت چل پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں واپس آتے ہوئے ملے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کی ننگی پشت پر اس گھبراہٹ والی آواز کا حال معلوم کرنے کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ گھوڑے کی پیٹھ پر زین بھی نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں تلوار تھی اور آپ نے لوگوں کو فرمایا کہ ”گھبراؤ نہیں“۔

(صحیح بخاری، روایتِ انسؓ)

''غزوہ اُحد'' میں مسلمانوں کے اِدھر اُدھر ہو جانے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہ ہٹے، اس طرح چھوٹی سی جماعت کے ساتھ اپنے ساتھیوں کو دوبارہ اکٹھا کرنے میں کامیاب ہو گئے ، پھر بہادروں کی طرح لڑتے رہے یہاں تک کہ شام ہوگئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ثابت قدمی کے باعث مسلمانوں کوتباہی سے بچالیا۔

''غزوۂ حنین''میں اپنے چچا اور دس ساتھیوں کے ساتھ جمے رہے، مشرکوں کے ساتھ سخت لڑائی کی یہاں تک کہ فتح پائی،مسلمان اس حالت میں واپس آئے کہ انہوں نے مشرکوں کے بہت سے قیدی بھی پکڑ لئے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ''ہم نے بدر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دشمن کے سب سے زیادہ قریب تھےاور بہت ہی مضبوط اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آجاتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبہ،۳۳۲۸۱)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ'' ہم سخت جنگ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر ہی پناہ میں ہوتے ،اور ہم میں سے بڑا بہادر شخص وہ ہی ہوتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا رہتا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ،۳۳۲۸۲)

علماء نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر بہت سے حقوق ذکر فرمائے ہیں، جن کو ادا کرنا ہر مسلمان کے ذمے لازمی ہے۔ یہاں مختصر طور پر صرف پانچ حقوق بتائے جاتے ہیں:

① ایمان لانا

رحمت دو عالم ﷺ کی نبوت ورسالت اور جو کچھ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں ان تمام پر ایمان لانا اور دل سے انہیں سچا ماننا ہر امتی پر فرض اور انتہائی ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

”وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَعِیْرًا“

جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا تو یقیناً ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ (الفتح)

② اتباع اور پیروی کرنا

رحمت دو عالم ﷺ کی اطاعت، پیروی اور آپ کی سنتوں کو اپنانا ہر امتی کی ذمہ داری اور فریضہ ہے۔ کیوں کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل دونوں جہانوں میں کامیابی اور نجات کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ“

آپ کہہ دیں کہ لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (آلِ عمران-۳۱)

③ سب سے زیادہ محبت کرنا

ہر امتی کا یہ بھی فریضہ ہے کہ اللہ تعالی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے دل میں سارے جہاں سے بڑھ کر ہو اور دنیا کی محبوب چیزیں اپنے نبی کی محبت پر قربان کرنے کے لیے تیار ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ“

آپ کہہ دیں کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لائے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

(سورۃ توبہ-۲۴)

④ احترام وتعظیم کرنا

ہر مسلمان پر فرض ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ سے تعلق رکھنے والی ساری چیزوں کی تعظیم وتکریم، آپ کی تعلیمات کے مطابق کرے اور

ہر گز ہر گز کبھی آپ کی شانِ اقدس میں کوئی ایسا لفظ اپنی زبان سے نہ نکالے جس میں آپ کی معمولی سی بھی توہین ہو ورنہ اس کا ایمان ختم ہو جائے گا اور اسے خبر تک نہ ہوگی۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْھَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ"

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی کی آواز سے اور ان کے سامنے بات بلند آواز سے نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے کرتے ہو، کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے عمل ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

(سورۃ حجرات ۲)

⑤ درود و سلام پڑھنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا اور صلوٰۃ و سلام کے گلدستے آپ کی بارگاہ میں پیش کرنا بھی مسلمانوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے۔ درود و

سلام کے بارے میں حکم فرماتے ہوئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

”اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا“

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(احزاب ۵۶)

اُسوۂ طیّبہ

یعنی

خاندانِ نبوّت

آپ ختم الانبیا ہیں آپ ہی محبوبِ رب
آپ کے گھر سے چلا ہے روشنی کا سلسلہ

رحمت دو عالم ﷺ کے وہ قریبی عزیز جو باقاعدہ مسلمان ہوئے

اِمامُ الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا

- حضرۃ عباس رضی اللہ عنہ
- حضرۃ حمزہ رضی اللہ عنہ

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی

- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنتِ عبدالمطلب

فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سُسر

- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد

- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ
- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات

- اُمُ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا
- حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا
- حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا
- حضرۃ اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا
- حضرت زینب بنتِ حجش رضی اللہ عنہا
- حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا

خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے

- حضرت قاسم رضی اللہ عنہ
- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں

- حضرت زینب بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
- حضرت رُقیہ بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
- حضرت اُمِّ کلثوم بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
- حضرت فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے

- حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ
- حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ
- حضرت علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہ
- حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ

پیغمبرِ انقلاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسیاں

- حضرت رُقیہ بنتِ علی رضی اللہ عنہ
- حضرت امامہ بنتِ ابی العاص رضی اللہ عنہ
- حضرت اُمِّ کلثوم بنتِ علی رضی اللہ عنہ
- حضرت زینب بنتِ علی رضی اللہ عنہ

0314-3030313
0321-2039293